یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے ہر اِک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

کہاں میں اور کہاں اس روضہ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ

غلامانِ محمد دور سے پہچانے جاتے ہیں
دلِ گرویدہ گرویدہ سرِ شوریدہ شوریدہ

مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ

بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

وہی اقبالؔ جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراقِ طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

اقبالؔ عظیم

حج و عمرے کا مسنون طریقہ

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مفتی محمد آصف عبداللہ قادری

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا

ترجمہ: اور اللہ (عزّوجلّ) کیلیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جسے حج کرنے سے نہ حاجتِ ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے، پھر بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(سنن الدارمی، کتاب المناسک، باب من مات ولم یحج)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرض حج جلد ادا کرو کہ کیا معلوم کیا پیش آئے۔ (الترغیب و الترھیب، کتاب الحج، الترغیب فی الحج و العمرۃ ۔۔۔ إلخ)

صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے، اگر آپ صاحب استطاعت ہیں تو خدارا! تاخیر نہ کریں، فوراً حج ادا کریں۔

حج کی تین اقسام ☆حجِ اِفراد ☆حجِ قِران ☆حجِ تمتع

حجِ تمتع کا طریقہ اکثر حجاج حجِ تمتع کرتے ہیں اس میں پہلے عمرے کا احرام باندھا جاتا ہے، عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر سات یا آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔

عمرے کا طریقہ

☆ غسل کرنا، جسم اور احرام کی چادروں پر خوشبو لگانا۔

☆احرام باندھنا اور نیت کرنا۔

احرام (مردوں کیلیے) دو بغیر سلی ہوئی سفید چادریں لے لیں۔ ایک بطور تہبند باندھ لیں اور دوسری اوپر اوڑھ لیں، دونوں کندھے اور بازو ڈھکے ہوئے ہوں۔

احرام (خواتین کیلیے) اپنے لباس میں ہی احرام کی نیت کریں گی نیز عورتوں کے لباس میں ان کے بازو اور بال اچھی طرح ڈھکے ہوئے ہوں، چادر باریک نہ ہو، بالوں کی رنگت نظر نہ آئے اور اوپر عبایا کا اہتمام کیجئے۔

احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں، پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

پھر عمرے کی نیت ان الفاظ سے کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ

نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: اے اللہ عزّوجلّ! میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں اُسے تو میرے لیے آسان کر اور اُسے مجھ سے قبول کر، میں نے عمرے کی نیت کی اور خاص اللہ (عزوجل) کے لیے میں نے احرام باندھا۔

مرد بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے تین بار تلبیہ پڑھیں۔

تلبیہ

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: میں تیرے حضور حاضر ہوں، اے اللہ (عزّوجلّ)! میں تیرے حضور حاضر ہوں، میں تیرے حضور حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں

تیرے حضور حاضر ہوں بیشک تعریف اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور درود شریف پڑھیں پھر دعا مانگیں۔ایک دعا یہاں پر یہ منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔

مکہ شریف میں داخل ہوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالًا

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے اس میں برقرار رکھ اور مجھے اس میں حلال روزی دے۔

مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

طواف شروع کرنے سے پہلے مرد حضرات اپنا سیدھا کندھا کھول لیں۔ یہ سنّت ہے۔

حجرِ اسود کے استلام سے طواف کا آغاز کیجیے اور تلبیہ کہنا موقوف کردیں۔

حجرِ اسود کا استلام کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھیے۔

پہلے تین چکروں میں مرد حضرات رمل کریں یعنی جلد جلد چھوٹے قدم رکھیں، شانے ہلائیں جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں، نہ کودیں نہ دوڑیں، جہاں زیادہ ہجوم ہوجائے اور رَمل میں اپنی یا دوسرے کی ایذا ہو تو اتنی دیر رَمل ترک کردیں مگر رَمل کی خاطر رُکیں نہیں بلکہ طواف میں مشغول رہیں پھر جب موقع مل جائے، تو جتنی دیر تک کیلیے ملے رَمل کے ساتھ طواف کریں۔

رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دعا مانگنا سنت ہے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

طواف کے چکروں میں چکر کی دعا پڑھ سکتے ہیں اس کے علاوہ عربی اور کسی بھی زبان میں دعا مانگی جا سکتی ہے۔طواف کا ہر چکر مکمل ہونے پر حجرِ اسود کا استلام کیجیے۔طواف کے سات چکر مکمل ہونے پر سیدھا کندھا دوبارہ ڈھانپ لیجیے۔مقامِ ابراہیم کی طرف جائیے اگر وہاں جگہ نہ ملے تو مقامِ ابراہیم کے قرب میں جہاں جگہ ملے وہاں اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کریں: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

اور دو رکعت نمازِ واجب طواف ادا کیجیے۔پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

ملتزم سے لپٹنا: اگر خوشبو یارش کی وجہ سے ملتزم سے نہ لپٹ سکیں تو اس کے قرب میں دعا مانگیں۔خاص طور پر اس دعا کی تکرار کریں:

یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ

زم زم شریف خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر سیدھے ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر پئیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ

حجرِ اسود کا استلام کر کے سعی کے لیے صفا کی طرف جائیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھیں:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهٖ ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾

صفا سے سعی کا آغاز کرکے مروہ کی طرف جائیں۔ مروہ پر پہنچ کر قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کریں۔ میلینِ اخضرین کے درمیان مرد حضرات دوڑیں۔ میلینِ اخضرین وہ مقام ہے جہاں پر آج کل سبز لائیٹیں لگی ہیں۔ صفا سے مروہ ایک چکر اور مروہ سے صفا دوسرا چکر اس طرح ساتواں چکر مروہ پر مکمل ہو جائیگا۔

حلق یا تقصیر سعی مکمل کرنے کے بعد مرد حضرات اپنے سر کے بالوں کو منڈوالیں، اسے حلق کہتے ہیں اور یہ افضل ہے اور اگر بال بڑے ہوں تو تقصیر بھی کرسکتے ہیں یعنی کم از کم چوتھائی سر کے بالوں کو ایک پورے کے برابر کاٹ لیں۔ خواتین تقصیر کریں۔ الحمد للہ آپ کا عمرہ مکمل ہوا اب احرام کی چادریں اتار کر عام لباس پہن لیں۔

حج

حج کے ایام ۸۔۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲ ذوالحجہ۔

حج کا پہلا دن: (8 ذوالحجہ)

حج کا احرام باندھنے کا طریقہ احرام کی چادریں باندھ کر دو رکعت نفل مسجد الحرام شریف یا اپنی قیام گاہ پر ادا کریں۔

حج کی نیت کریں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ نَوَيْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں حج کا اردہ کرتا ہوں اُسے تو میرے لیے آسان کر اور اُسے میری طرف سے قبول کر، میں نے حج کی نیت کی اور خاص اللہ (عزوجل) کے لیے میں نے احرام باندھا۔

مرد حضرات بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے تین بار تلبیہ پڑھیں

تلبیہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

اور درود شریف پڑھیں پھر دعا مانگیں۔ ایک دعا یہاں پر یہ منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔

تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ روانہ ہو جائیں۔ منیٰ میں پانچ نمازیں (ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر) ادا کرنی ہیں۔

حج کا دوسرا دن (9 ذوالحجہ یومِ عرفہ) آج نمازِ فجر کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہو جائیں۔ عرفات جاتے وقت تلبیہ اور درود شریف کی کثرت کریں میدانِ عرفات میں نمازِ ظہر اور نمازِ عصر ادا کریں۔ آج کا اصل کام دعائیں مانگنا ہے، سورج ڈوبنے کے کچھ دیر بعد تک دعا میں مشغول رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یومِ عرفہ کی دعاؤں میں سب سے بہتر دعا اور میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے جو دعائیں کیں اُن میں سب سے بہتر دعا یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء یوم عرفۃ)

عرفات سے نمازِ مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کیلیے روانہ ہو جائیں۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء ملا کر ادا کریں۔ مغرب کے فرض کے فوراً بعد عشاء

کے فرض پھر مغرب کی سنتیں اور پھر عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کریں۔ رمی کیلیے کھجور کی گھٹلی کے سائز کی 49 کنکریاں جمع کریں اور اگر 13 ذوالحجہ کو رمی کرنے کی سنت ادا کرنی ہے تو 70 کنکریاں جمع کریں۔ احتیاطاً کچھ کنکریاں زائد جمع کرلیں۔ کنکریوں کو دھو کر کسی بوتل میں یا تھیلی میں رکھ لیں۔ مزدلفہ میں رات کا قیام سنت ہے۔ نمازِ فجر اوّل وقت میں ادا کریں، مگر یاد رہے یہاں بعض لوگ وقت سے پہلے نمازِ فجر ادا کرتے ہیں اس طرح نماز ادا نہیں ہوتی۔ وقت میں نماز ادا کریں اور دعا کریں۔ صبحِ صادق سے طلوعِ آفتاب تک قبولیتِ دعا کا وقت ہے۔ اگر منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں تو چلتے ہوئے دعا میں مشغول رہیں۔

حج کا تیسرا دن (10 ذوالحجہ) منیٰ پہنچ کر جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں ماریں۔ پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ موقوف ہوجائے گی۔ لہٰذا رمی سے پہلے تین بار تلبیہ پڑھ لیں۔ ہر کنکری مارتے وقت بِسمِ اللہِ اَللہُ اَکبَرُ پڑھیں۔ رمی سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کریں۔ اب حلق یا تقصیر کرائیں۔ اس میں ترتیب ضروری ہے۔ یعنی پہلے رمی پھر قربانی، پھر حلق یا تقصیر۔

اب عام لباس پہن لیں۔ مسجد الحرام پہنچ کر طوافِ زیارت اور سعی کریں، طوافِ زیارت 12 ذوالحجہ کی مغرب سے پہلے کرنا ضروری ہے۔ تاخیر کی صورت میں دَم لازم ہوگا۔ طوافِ زیارت کے بعد واپس منیٰ آجائیں۔ یہاں قیام کرنا سنت مبارکہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ 12 یا 13 ذوالحجہ کی کنکری مار کر پھر یہاں سے روانہ ہو۔

حج کا چوتھا دن (11 ذوالحجہ) آج تینوں جمرات کی سورج ڈھلنے کے بعد رمی کریں۔ جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان)، جمرۂ وسطیٰ (درمیانہ شیطان)، جمرۂ عقبہ (جمرۂ کبریٰ۔ بڑا شیطان) ہر جمرے کو سات کنکریاں ماریں۔

رمی کا وقت، وقتِ ظہر سے دوسرے دن کی صبحِ صادق تک ہے۔ وقتِ ظہر سے غروبِ آفتاب تک سنتِ مبارکہ ہے۔ اگر رش ہو تو رات میں بھی رمی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حج کا پانچواں دن (12 ذوالحجہ) آج بھی تینوں جمرات کو کنکری ماریں۔

منیٰ میں قیام کے دوران کثرت سے ذکرِ الٰہی، درود شریف، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دعا میں مشغول رہیں۔ اگر غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے نہ نکلیں تو 13 ذوالحجہ کی کنکری مارنا واجب نہیں، ہاں افضل ہے اور اگر 13 ذوالحجہ کی صبحِ صادق منیٰ میں ہوجائے تو 13 ذوالحجہ کی کنکری مارنا واجب ہے۔ مشورہ یہ ہے کہ 13 ذوالحجہ کی کنکری مار کر جائیں کیونکہ یہ بہت عظیم سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ 13 ذوالحجہ کو وقتِ ظہر شروع ہوتے ہی تینوں شیطانوں کو کنکریاں ماریں اور ظہر کی نماز منیٰ سے باہر ادا کریں۔

طوافِ وداع (طوافِ رخصت): مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے سے پہلے طوافِ وداع ادا کریں۔ اس طواف میں سعی نہیں۔ اگر خواتین مخصوص ایام میں ہوں تو ان پر طوافِ وداع واجب نہیں۔

مبارک ھو

الحمد للہ! آپ کا حج مکمل ہوگیا۔ اللہ کی ذات سے امید ہے آپ گناہوں سے پاک ہوگئے۔ اب پاکیزہ زندگی گزاریں اور اپنے نامۂ اعمال کو گناہوں سے آلودہ نہ کریں۔ اللہ آپ کے حج کو قبول فرمائے اور بار بار یہ سعادت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

درسِ حدیث شریف

عنوان

بیوی بہترین دوست

مفتی سید زین العابدین شاہ

لَکَ الْحَمْدُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِی الْخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ﷺ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَۃِ لَشُعْبَۃً مَا ھِیَ لِشَیْءٍ

ترجمہ: یقیناً عورت کے دل میں اپنے شوہر کے بارے میں محبتوں کا ایسا جہان ہوتا ہے جو کسی دوسرے کیلیے ہو ہی نہیں سکتا۔ [المستدرک علی الصحیحین]

یہ فرمان عالیشان ہم سب کے آقا و مولا امام الانبیاء ﷺ کا ہے اور اس بات میں ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ ﷺ جو بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ حکم الٰہی سے ہی فرماتے ہیں، آپ ﷺ بیاہی ہوئی منکوحہ خواتین کی طرف سے از خود وکالت فرماتے ہوئے انکے دل کی ترجمانی ان الفاظ کیساتھ ارشاد فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: "عورت کے دل میں اپنے شوہر کے بارے میں محبتوں کے ایسے شعبے ہوتے ہیں جو کسی دوسرے کے لیے نہیں ہوتے"۔

اس فرمان عالیشان کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو کہ آپ ﷺ کی پھوپھی جان سیدہ اُمیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی اور ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، کے بارے میں مروی ہے کہ اُن کو بتایا گیا کہ آپکے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش اُحد میں شہید ہو گئے ہیں، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے، انا للہ وانا الیہ راجعون، پھر ان کو بتایا گیا کہ آپ کے ماموں حضرت حمزہ بھی شہید ہو گئے ہیں، انہوں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، لیکن جب ان کو بتایا گیا کہ آپکے شوہر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے ہیں، تو اُنکی بے ساختہ چیخ نکلی اور انہوں نے کہا: واحزناہ (ہائے میں مرگئی) تو شوہر کے حوالہ سے اُنکی اِس بے ساختگی اور وارفتگی و شیفتگی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث ارشاد فرمائی۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے عورت کی جبلّت و سرشت میں وفا، قربانی، ایثار اور پیار کے سمندر رکھے ہیں، جس کی بدولت وہ کائنات سے اپنا منہ موڑ کر اپنے شوہر کے گھر کو دل و جان سے اپناتی ہے، اپنے جذبات و خواہشات کا گلہ گھونٹ کر اس کے گھر کو حقیقی گھر بناتی ہے، اپنی جنم گاہ کو خیر باد کہہ کر نئے گھر کو اپنی لازوال محبت اور انتھک محنت سے سنوارتی ہے، قیامت خیز حالات، مصائب و آلام کے ہزاروں دریا مسکرا کر آگے بڑھتی رہتی ہے، اپنی ذاتی زندگی کی حیثیت؛ اس کی نگاہ میں ثانوی اور شوہر کی زندگی اولین ترجیح کی حامل ہوتی ہے، درد و کرب سے اٹی زندگی کو نہایت شائستگی اور عمدگی کیساتھ ہنستے مسکراتے چپ چاپ اپنے شوہر کی محبت میں گزار دیتی ہے، کیونکہ اس کے دل میں اپنے شوہر کے حوالہ سے جو جذبات کی فروانی ہوتی ہے اس کے سامنے یہ ساری کربلائیں خوشیوں کا مدینہ بن جاتی ہیں۔

جب بھی باکردار اور باوفا بیوی کا تذکرہ ہوتا رہے گا تو ان سب میں سرِفہرست جنکا نام اقدس آئے گا وہ سیدہ طیبہ طاہرہ، پہلی ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے، جنکی جان نثاری، وفاداری اور غمگساری کو آپ ﷺ نے ساری زندگی یاد رکھا، آپ رضی اللہ عنہا کا اپنا مال و دولت حضور ﷺ کے

قدموں پر قربان کرنا، دشمنوں کے خلاف حضور ﷺ کے سامنے سینہ سپر ہوجانا، اپنا آرام وسکون اور فرحت وسرور آپ ﷺ پر فدا کردینا، آپ ﷺ کے آرام کی خاطر، خود مشقتیں برداشت کرنا اور آپ ﷺ کے عزلت وخلوت نشینی کے ایام میں آپ ﷺ کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کا خیال رکھنا، حضور ﷺ کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھالینا یہ سب افعال واخلاق تخیلاتی وکرشماتی نہیں بلکہ حقیقی وعملی زندگی میں کر کے دکھانا اُسی محبت کا معجزاتی اثر ہے جو بیوی کو اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذکر خیر میں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ آپ ﷺ پہلی وحی الٰہی کے جلال سے کانپتے ہوئے غار حراء سے اتر کر اپنے کسی جانثار چچا، بھائی یا کسی وفادار قبیلے کے پاس تشریف لے کر نہیں گئے بلکہ سیدھا اپنی غمگسار بیوی کے پاس تشریف لائے، کیونکہ بیوی سے بڑھ کر کوئی مخلص رشتہ ہو ہی نہیں سکتا۔[بخاری: 3605، 3604، 3607]

اس مقام پر سیدنا انس بن مالک کی والدہ سیدہ ام سُلَیم رضی اللہ عنہا جو کہ حضور ﷺ کی خالہ مشہور ہیں اُنکی اپنی شوہر سے لازوال محبت کا تذکرہ بر موقع و ضروری ہے۔ ایک مرتبہ ان کے شوہر سیدنا ابو طلحہ تجارتی سلسلے میں مدینہ شریف سے باہر جانے لگے تو ان کا ایک بیٹا نہایت بیمار تھا، جب آپ سفر سے واپس تشریف لائے تو اسی شب اس بچے کا وصال ہوگیا، سیدہ ام سُلَیم نے اپنے فوت شدہ بچے پہ چادر ڈالی اور ایک کونے میں لٹادیا اور اِدھر نیک دل بیوی نے اپنے شوہر کے استقبال واحترام میں اپنی ممتا کو دفن کردیا اور جذبات کا گلہ گھونٹ دیا، اپنے شوہر کی ضروریات کو پورا کیا اور حقیقتِ حال سے آگاہ نہ کیا، رات بھر فوت شدہ بچہ اسی طرح پڑا رہا، سیدنا ابو طلحہ غسل جنابت کے بعد جب نماز فجر پڑھنے کیلیے جانے لگے تو بیوی نے بچے کے بارے صاف صاف بتادیا، حضرت ابو طلحہ اپنی سلیقہ شعار ومخلص بیوی کے اس طرز عمل سے نہایت متعجّب ہوئے اور حضور کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا، آپ ﷺ نے ان کو دعا دی تو اللہ پاک نے ان کو اس دعا کی برکت سے نو بیٹے عطا کیے جو سب کے سب قاری ہوئے۔

[بخاری: 1301]

امام عالی مقام کی شہزادی سیدہ فاطمہ صغری کا نکاح امام عرش مقام سیدنا حسن مجتبیٰ کے شہزادے حسن مثنیٰ کے ساتھ ہوا تھا، 97ھ میں جب امام حسن مثنیٰ کا وصال ہوا تو سیدہ صغری نے اپنے شوہر کی محبت میں خاندان سے مکمل علیحدہ ہوکر انکے مزار پر گنبد بنوایا اور اس میں ایک سال تک مصروفِ عبادت رہیں ۔[بخاری: بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ]

قارئین کرام! آپ نے سطور بالا میں پڑھا کے بیوی کے دل میں اپنے شوہر کی کس قدر محبت ہوتی ہے، اسکے نزدیک کسی دوسرے مرد کا خیال بھی مانندِ کفر ہوتا ہے، یہ اخلاص ووفاداری کا مرقع اور عقیدت ومحبت کا مجسم وپیکر ہوتی ہے اس سے محبت کیجیے اور اس کی غلطیوں سے درگزر کیجیے۔

آج مسلم معاشرے میں جس قدر بیوی کے روپ میں عورت کی تذلیل کی جارہی ہے اس سے پہلے کبھی کسی بھی صدی میں ایسی تذلیل نہیں کی گئی، حرام محبوبہ کیلیے دنیا میں ہی سرسبز وشاداب باغات اور بیوی کیلیے بالشت بھر گوشۂ عافیت بھی نہیں، محبوبہ کیلیے تن من قربان اور بیوی کیلیے دم بھر کیلیے اک نظرِ محبت بھی نہیں، کیوں آخر ایسا کیوں ہے؟ یاد رکھیے! بیوی سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں، اسے اپنا دوست بنائیں۔

گناہ سے نفرت گناہ گار سے نہیں

علامہ سید زین الرضا شاہ بخاری

گناہ گار تو رحمت کو منہ دکھانہ سکا

جو بے گناہ تھا وہ بھی نظر ملا نہ سکا

بتقاضائے بشریت انسان سے گناہ ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں، انسان خواہ کتنا بڑا ولی اور بارگاہِ خداوندی کا مقرب ہی کیوں نہ ہو یا پھر کوئی معمولی و سادہ سا فرد بہر کیف کسی بھی لمحے وہ کسی بھی گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ذاتِ خداوندی نے بڑے سے بڑے گناہوں کے داغ کو صرف ایک آنسو کے قطرے سے دھو دینے کا وعدہ فرمایا اور ساتھ تسلی بھی دی کہ میری رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہونا اور اپنی رحمت کے متعلق فرمایا کہ میری رحمت تو ہر چیز کو احاطہ کرم میں لیے ہوئے ہے۔ تادمِ آخر خواہ کوئی کتنا ہی بدتر کافر کیوں نہ ہو اس کیلیے درِ توبہ کھلا ہوا ہے وہ جب بھی بابِ رحمت کے سائے میں پناہ طلب کرے گا اسے بخشش و عنایات کی ٹھنڈی چھاؤں عطا کی جائے گی اور اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

(ابن ماجہ، رقم: 4250، الحدیث: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ)

مغفرت دار د امید از لطفِ تو زانکہ خود فرمودۂ لَا تَقْنَطُوْا

رحمتوں سے نباہ میں گزری عمر ساری گناہ میں گزری

کسی کافر کا کفر جو اسکے سینے کے دریچوں میں مانعِ دخولِ ہدایت ہے، اسے فی ظلمات لا یبصرون کا مصداق بنائے ہوئے ہے وہ فی نفسہٖ برا اور قابلِ مذمت تو ہے لیکن اسکے مرتکب کو برا بھلا کہنا اور اس پر لعنت کرنا دینِ اسلام میں بھی ممنوع ہے سوائے اسکے وہ اسی حالت میں مرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑے بڑے کبیرہ گناہ کرنے والوں، اسلام دشمنوں اور سخت ترین کفار کے دلوں کو اللہ نے موم فرمایا اور انکی گمراہی کی تاریک زندگی میں خورشید ہدایت کی کرنوں سے اجالا کیا اور بارانِ رحمت کے قطروں سے انکے گناہوں کو دھو کر اپنی بارگاہ کا مقرب و برگزیدہ بنا دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! ابو سفیان پر لعنت کر، اے اللہ! حارث بن ہشام پر لعنت کر، اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت کر تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ

ترجمہ: آپ اس میں کسی چیز کے مالک نہیں ہیں، اللہ چاہے تو انکی توبہ قبول فرمائے یا پھر انہیں عذاب دے اور بیشک یہ ظالم ہیں سو اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمالی وہ اسلام لے آئے اور اچھے اعمال کیے۔

(تبیان القرآن، جزء1، ص:619)

اسی بات سے اندازہ لگائیے کہ کفار جو زندہ ہوں ان پر لعنت کرنا ممنوع قرار دیا گیا اور ایک مسلمان اگرچہ وہ گناہ گار و سیاہ کار ہو لیکن اسے برا کہنا اور اس پر لعنت کرنا، اس پر سب وشتم کرنا کس طرح مشروع ہو سکتا ہے؟
ایک مرتبہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جسے لوگ ارتکابِ گناہ کی وجہ سے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں سے پوچھا: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَجَدْتُمُوهُ فِي قَلِيبٍ أَلَمْ تَكُونُوا مُسْتَخْرِجِيهِ؟ اگر تم اسے کنویں میں گرا ہوا دیکھو تو کیا اسے باہر نکالو گے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: پھر اس شخص کو برا مت کہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس گناہ سے محفوظ رکھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہم اس سے بغض و نفرت کا اظہار نہ کریں، تو فرمایا: میں تو اسکے (برے) عمل سے نفرت کرتا ہوں اگر وہ اسے ترک کردے تو وہ میرا بھائی ہے۔

(اسد الغابہ، جزء:4 ص:19)

ہمارے معاشرے کا ایک بڑا ناسور یہ بھی ہے کہ کسی شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے یا کوئی قبیح حرکت سرزد ہو جائے تو باوجودیکہ وہ اس گناہ کو ترک کر چکا ہو، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ کر چکا ہو، اسے تاحیات طعن کیا جاتا ہے، بار بار اسے اس گناہ پہ عار دلائی جاتی ہے، اس کا مذاق بنایا جاتا ہے یا پھر اس عمل کا ذکر کر کے اسے نیچا اور کم تر ثابت کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کا یہ برائی کرنا عین برائی ہی ہے لیکن اس پہ عار دلانا، طعن کرنا، دل آزاری کرنا اور برا بھلا کہنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اور خدانخواستہ کہیں یہ نہ ہو کہ وہ عار دلانے والا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق بن جائے کہ: مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ (جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ)

ترجمہ: جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائی وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ بھی اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے گا۔

اس بات کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ برائی کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دی جائے بلکہ فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ان کی اصلاح و تربیت کی جائے۔ درحقیت کسی کی اصلاح کرنا، اس کی خیر خواہی کرنا، اسے نیکی کے راستے کی رغبت دلانا ہی اس سے سب سے بڑی محبت کی دلیل ہے اس لیے کہ ایک مخلص و مہربان اور محبت کرنے والا دوست اپنے دوست کو ہر نقصان سے بچاتا ہے، وہ کبھی بھی نہیں چاہتا کہ اسے کسی بھی محاذ پر اسے کوئی گزند پہنچے اور یہ بھی مسلم حقیقت ہے کہ کسی سے محبت کیے بنا اس کی اصلاح و تربیت ممکن نہیں۔ اس لیے کسی برائی کرنے والے کو اپنی نفرت کی بھینٹ چڑھا کر اسے بالکل دور نہ کر دیا جائے بلکہ اسے راہِ ہدایت پہ لانے کے لیے ہر حد تک ممکنہ کوشش کی جائے۔

یاد رہے کہ جس طرح کسی بھی گناہ گار و کافر کو توفیقِ توبہ کے ذریعے نجات مل سکتی ہے اسی طرح نیک و برگزیدہ بھی کسی بھی وقت گمراہی و ضلالت کے گڑھے میں جا سکتا ہے اس لیے بجائے دوسروں کے اعمال کو تولنے کے خدا کی رحمت سے امیدِ واثق رکھتے ہوئے ہمیشہ توبہ کرتے رہنا چاہیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے دعا گو رہنا چاہیے۔

پادشاہا جرم ما را در گذار..... ما گنہ کاریم و تو آمرزگار

طورِ سینا

علامہ منیب اقبال
muneeb78692@gmail.com

باب 4 پرورش

جس طرح دورِ حاضر میں لوگ سیاست میں اور سیاسی لوگوں کی خبروں میں دلچسپی رکھتے ہیں بالکل اسی طرح اُس زمانے میں فرعون کے محل کی باتیں لوگوں کی گفتگو کا موضوع ہوا کرتی تھیں... محل میں کیا ہو رہا ہے... کیا نہیں ہو رہا... کیا ہونے جا رہا ہے... اس پر باقاعدہ لوگوں میں بحث ہوا کرتی تھی... یہ خبر بھی جنگل میں آگ کی طرح پھیلی... کہ فرعون کے محل میں ایک بچہ آیا ہے... اور وہ کوئی عام بچہ نہیں... فرعون نے اسے گود لیا ہے... اور یقیناً جو فرعون کا منہ بولا بیٹا ہو گا کل پھر فرعون کا جانشین بھی وہ ہی ہو گا... اور فرعون کے مرنے کے بعد مصر کا بادشاہ بھی وہ ہی بنے گا... جب خبر پھیلی تو کلثوم تک یہ خبر پہنچی... کلثوم دوڑتی ہوئیں اپنی والدہ کے پاس پہنچی... اور کہا" امی جان! میرا بھائی... آپکا بیٹا... وہ فرعون کے محل میں پہنچ گیا ہے... اور فرعون کی بیوی آسیہ انہیں اپنا بیٹا بنانا چاہتی ہیں"... ایک طرف تو حضرت لوحا کے دل کو یہ سکون ملا کہ میرا بیٹا زندہ ہے... وہیں یہ پریشانی بھی ہوئی کہ محل میں اب میں اسے کبھی دیکھ نہیں پاؤں گی... ابھی آپ اسی کشمکش میں تھیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام ملا... کہ آپ فکر نہ کیجیے... موسیٰ سے آپ بہت جلد ملیں گی... آپ سکون میں آگئیں... اور اپنے بیٹے سے ملنے کا انتظار کرنے لگیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام محل میں تو تشریف لے آئے... لیکن آپ اپنی حقیقی والدہ سے بچھڑ چکے تھے... آپ مسلسل ماں کی جدائی میں روئے جا رہے تھے... آسیہ بھی پریشان تھیں... دودھ پلانے کی بھرپور کوشش کی گئی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دودھ نہ پیا... پوری سلطنت میں اعلان کرا دیا گیا... کہ جو عورت بچے کو دودھ پلانے میں کامیاب ہو گئی... اسے محل میں جگہ بھی ملے گی اور انعامات بھی ملیں گے... اعلان سنتے ہی پورے مصر کی عورتیں ہر چھوٹے بڑے شہر سے مصر کے دارالحکومت میں محل کی طرف آنے لگیں... ہر کسی کو یہ لالچ تھی کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے میں کامیاب ہو گئیں تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے... محل کے باہر ایک طویل قطار لگ گئی... ہر عورت باری باری آتی اور موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کی کوشش کرتی... لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی صورت دودھ نہیں پی رہے تھے۔

حضرت لوحا نے کلثوم سے کہا... کہ محل کے پاس جاؤ اور معلومات تو لیکر آؤ کہ میرا بیٹا کس حال میں ہے... کلثوم گئیں... اور محل کے پاس پہنچیں.. کیا دیکھتی ہیں کہ عورتوں کی ایک طویل قطار ہے... پوچھا... کیا ماجرا ہے؟... سپاہیوں نے بتایا کہ بچے کو دودھ پلانے کیلیے ساری عورتیں جمع ہوئی ہیں... پوچھا: تو بچے نے کسی سے دودھ پیا؟... کہا: نہیں... کلثوم نے درباریوں سے کہا کہ اگر میں کسی ایسی عورت کو لے آؤں جو بچے کو دودھ پلانے میں کامیاب ہو جائے... درباریوں نے کہا... کر لو تم بھی کوشش

... کلثوم دوڑتی ہوئی اپنی والدہ کے پاس آئیں... اور کہا: امی جان! چلیے ہمیں چلنا ہوگا... حضرت لوحا نے کہا: کہاں لیکر جانا چاہتی ہو مجھے؟.. کلثوم نے کہا... امی جان! موسیٰ کسی سے بھی دودھ نہیں پی رہے ہیں.. رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں... فرعون نے سارے مصر سے عورتوں کو دودھ پلانے کیلیے طلب کر لیا ہے... آپ بھی چلیے... حضرت لوحا موسیٰ علیہ السلام کی تکلیف سنتے ہی تڑپ اٹھیں... اور محل کی طرف چل دیں۔

محل کے باہر عورتوں کی قطار میں آپ بھی لگ گئیں... قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی... حضرت لوحا کا دل بے چین تھا کہ کب وہ اپنے لخت جگر کو دیکھ سکیں گی... قطار کے بڑھنے کے ساتھ حضرت لوحا محل کے اندر پہنچ جاتی ہیں... اپنی والدہ کی مہک حضرت موسیٰ علیہ السلام محسوس کر لیتے ہیں اور انکے رونے میں کمی آجاتی ہے... اور جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کو دیکھتے ہیں ان سے لپک جاتے ہیں... اور دودھ پینا شروع کر دیتے ہیں... فرعون کا ایک خاص وزیر "ھامان" حضرت لوحا سے سوال کرتا ہے... کہ پورے مصر کی عورتیں آئیں اس بچے نے کسی سے دودھ نہیں پیا... تجھ میں کیا ایسی خاص بات ہے... جو تجھ سے اس بچے نے دودھ پی لیا... حضرت لوحا نے جواب دیا: میں ایک سادہ عورت ہوں... اپنی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھتی ہوں... کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں جن کی طبیعت میں صفائی اور پاکیزگی بہت زیادہ ہوتی ہے... یقیناً یہ بچہ بھی صاف اور پاکیزہ طبیعت کا مالک ہے... تبھی مجھ سے مانوس ہو گیا اور دودھ پینے لگا... یہ بات سن کر سب کو تسلی ہوئی... حضرت لوحا بہت خوش تھیں اور اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھیں کہ اس رب نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور مجھے میرے فرزند سے واپس ملایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام محل میں پروان چڑھ رہے ہیں... ابھی آپ گھٹنوں کے بل چلنے کے قابل ہوئے تھے کہ عجیب واقعہ رونما ہوا... فرعون کے دربار میں حاضر ہونے کا ایک خاص پروٹوکول تھا... فرعون اپنے آپ کو مصر کا خدا کہتا تھا... اور لوگ بھی اس کو اپنا خدا کہتے تھے... اسکے دربار میں جو بھی آتا وہ پہلے فرعون کو سجدہ کرتا... اسکے بعد وہ اپنی بات کہتا...

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت آسیہ کی گود میں تھے... دربار لگا ہوا تھا... فرعون آسیہ کے بالکل برابر میں بیٹھا ہوا تھا... اتنے میں ایک شخص آیا اور فرعون کو سجدہ کرنا بھول گیا... اور بغیر سجدہ کیے اس نے اپنی بات کہنا شروع کر دی... فرعون کو اس بات پر غصہ آیا... فرعون نے اس شخص پر غصے کا اظہار کیا... کہا: اے شخص! تیری جرأت کیسے ہوئی مجھے سجدہ کیے بغیر بات شروع کرنے کی... حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے... یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آسیہ کی گود ہی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر فرعون کی داڑھی کو زور سے کھینچا... فرعون کے ساتھ اسکے دربار میں ایسا ہونا وہ بھی ایک گود میں کھیلتے بچے کی طرف سے... فرعون نے آسیہ سے کہا... ہونہ ہو... یہ وہی بچہ ہے جس نے میری سلطنت کو ختم کرنا ہے... آسیہ نے کہا... فرعون! یہ ایک چھوٹا بچہ ہے... اب کھیلتے کھیلتے اس نے تیری داڑھی کھینچ لی... بچے تو ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں... فرعون نے کہا: نہیں میں اس بچے کو آزماؤں گا... آسیہ نے کہا: "آزما لے!" .. اب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آزمانے کے لیے ایک طریقہ اپنایا...

(جاری ہے....)

قربانی اور اس کے مسائل

علامہ پروفیسر مفتی محمد اکبر مصطفوی

سوال: قربانی کیا ہے؟ اس کے اہم مسائل بیان کریں۔

جواب: قربانی: مخصوص ایام میں مخصوص جانوروں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔

سوال: قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب: قربانی ہر اس آدمی پر واجب ہے جس میں یہ تین شرطیں موجود ہوں: (۱) مسلمان ہو (۲) مقیم ہو (۳) صاحب نصاب ہو

صاحب نصاب: ہر وہ شخص جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا... یا... ساڑھے باون تولے چاندی... یا... ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر روپے موجود ہوں۔

عورت پر قربانی: اگر کوئی عورت صاحب نصاب ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

مقروض پر قربانی: اگر اس پر اتنا قرضہ ہو جس کی ادائیگی کے بعد وہ صاحب نصاب نہ رہے تو اس پر قربانی واجب نہیں اور اگر اس سے کم مقروض ہے تو قربانی واجب ہے۔

نابالغ پر قربانی: نابالغ بچہ خواہ کتنا ہی مالدار ہو اس پر قربانی لازم نہیں۔

نوٹ: اگر دیگر علامات ظاہر نہ ہوں تو لڑکے کے لیے بالغ ہونے کی کم از کم عمر بارہ سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے اور لڑکی کے لیے کم از کم نو سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے۔

ایک گھر میں ایک سے زائد صاحب نصاب: چونکہ شریعت کی رُو سے ہر عاقل و بالغ اپنے عمل کا جوابدہ ہے لہذا ایک گھر میں اگر ایک سے زائد صاحب نصاب ہوں تو ہر ایک پر علیحدہ سے قربانی واجب ہوگی۔ ایک قربانی سب کی طرف سے نہ ہوگی۔

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت دسویں ذی الحج کی صبح صادق کے طلوع سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی تین دن اور دو راتیں۔

فوت شدہ والدین کی طرف سے قربانی: والدین یا دیگر رشتہ داروں کے ایصال ثواب کیلیے قربانی کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن پہلے اپنی طرف سے کریں کیونکہ آپ پہ واجب ہے، پھر ان کی طرف سے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی: اپنی واجب قربانی ادا کرنے کے بعد حضور اقدس ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا افضل ہے۔

جانوروں کی عمریں: جانوروں کی عمریں درج ذیل ہونا ضروری ہیں ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔

اونٹ/اونٹنی: ۵ سال

گائے/بیل، بھینس/بھینسا: ۲ سال

بکری/بکرا، بھیڑ: ایک سال

نوٹ: چھ ماہ کا دنبہ جو سال بھر کا نظر آئے اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

قربانی کی کھال: آدمی قربانی کی کھال (کھال کے پیسے نہیں) اپنے کام میں

بھی لاسکتا ہے اور وہ کسی نیک کام کے لیے بھی دی جاسکتی ہے۔ مثلاً مسجد یا مدرسہ میں دی جاسکتی ہے۔ بعض جگہ کھال امام مسجد کو دی جاتی ہے، اگر تنخواہ کے طور پر نہ ہو تو جائز ہے۔

ذبح کے مسائل: گلے کی چند رگیں کاٹنے کا نام ذبح ہے۔ ذبح کے وقت چار رگوں کا کاٹنا مستحب اور تین کا کٹنا لازمی ہے ورنہ جانور حلال نہیں ہوگا۔ وہ چار رگیں یہ ہیں:

(۱) حلقوم، وہ رگ جس میں سانس آتا جاتا ہے۔

(۲) مری، اس سے کھانا پینا اترتا ہے۔

(۳،۴) ودجین، ان میں خون کی روانی ہوتی ہے۔

ذبح کی شرائط: ذبح سے جانور حلال ہونے کی شرائط یہ ہیں:

(۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو۔ اتنا چھوٹا بچہ جو بے عقل ہو اس کا ذبح کیا ہوا حلال نہ ہوگا۔

(۲) ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔ مشرک اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔ بدعقیدہ لوگوں سے بھی اپنے جانور ذبح نہیں کرانے چاہئیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔ ذبح کرتے وقت بہتر ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھا جائے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْظَمُ" یا اکیلا "اَللّٰہُ" بولا یا صرف "اَلرَّحْمٰنُ" یا "اَلرَّحِیْمُ" کہا تب بھی جانور حلال ہوجائے گا۔

(۴) ذبح کرنے والا تکبیر خود پڑھے۔ اگر یہ خاموش رہا دوسروں نے پڑھی اور یہ جان بوجھ کر خاموش رہا تو جانور حلال نہ ہوگا۔ ذبح کرتے ہوئے اگر بھول کر بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حلال ہے ورنہ حرام ہوگا۔

(۵) ذبح کرتے ہوئے غیر خدا کا نام ہرگز ہرگز نہ لیا جائے ورنہ جانور حلال نہیں ہوگا۔

(۶) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ ذبح کے وقت زندہ بھی ہو۔

قربانی کا طریقہ: جانور ان شرائط کے موافق ہو جو شریعت نے بیان کی ہیں۔ مثلاً عمر پوری ہو، عیبوں سے پاک ہو۔ عمدہ اور موٹا تازہ ہو۔ قربانی سے پہلے اسے چارہ پانی ڈال دیں۔ بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ چھری پہلے سے تیز کرلیں۔ جانور گرانے کے بعد نہ کرتے رہیں۔ جانور کو اس کے بائیں پہلو پہ لٹائیں۔ اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پہ رکھ کر تیز چھری سے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتے ہوئے جلدی سے ذبح کردیا جائے۔ یقین کرلیں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم از کم تین۔ چار سے زیادہ نہ کاٹیں کیونکہ یہ بلاوجہ جانور کو تکلیف دینا ہے۔ جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے کھال نہ اتاریں۔ اگر جانور مشترک ہے تو اس کا گوشت وزن سے تقسیم کریں۔

بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کریں:

(۱) ایک حصہ دوست احباب کیلیے۔ چاہے انہوں نے قربانی کی بھی ہو۔

(۲) ایک حصہ فقراء کے لیے۔

(۳) ایک حصہ اپنے لیے۔

سارا گوشت تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے اور سارا گوشت اپنے لیے بھی رکھا جاسکتا ہے۔ مستحب ہے کہ قربانی والے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھایا جائے۔ قربانی کے وقت میں صرف قربانی ہی ہوسکتی ہے، کوئی اور چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

محافل کی خبریں

۱۔ 16 مئی بروز ہفتہ 2023ء بمطابق 15 شوّال المکرم 1444ھ کو جامع مسجد گلستانِ حبیب ﷺ زیارت گرلاٹ، بالاکوٹ میں بعد نماز ظہر محفل برائے ایصالِ ثواب شہدائے اُحد منعقد ہوئی۔

۲۔ بعد ازاں جامعہ نورِ سیدہ آمنہ للبنات، گرلاٹ میں درجۂ عامہ وخاصہ میں تعلیمی سال کے پہلے اسباق پڑھا کر آغاز کیا گیا۔

۳۔ 7 مئی بروز اتوار 2023ء بمطابق 16 شوال المکرم 1444ھ کو فیضانِ حیدرِ کرّار کرم اللہ وجہہ الکریم، حیدری ہاؤس، حیدری محلہ، مگرہ جوسچہ بالاکوٹ میں چھتیسویں ماہانہ محفلِ نورِ قرآن بسلسلہ سید الشہداء وشہدائے اُحد کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

قاری بابر حسین سیفی (امیر تحریک لبیک، بالاکوٹ) نے تلاوت سے محفل کا آغاز کیا محمد حارث چشتی نے نعتِ رسول ﷺ پڑھی، علامہ مولانا احمد رضا قادری امجدی (ڈائریکٹر غوث الوری ایجوکیشن نیٹ ورک) نے خصوصی خطاب فرمایا جبکہ آخر میں مولانا الطاف قادری روحانی (چیئرمین نور القرآن انٹرنیشنل وچیئرمین القادر فاؤنڈیشن) نے اجتماعی دعا فرمائی۔

کانفرنس میں پیر علامہ سید عظمت حسین شاہ ترمذی، سید بلال حسین شاہ بخاری مسعودی (امام جامع مسجد گلستانِ حبیب، گرلاٹ بالاکوٹ) سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب (دعوت اسلامی، پارس)، علامہ راشد حسین مدنی (دعوت اسلامی، پارس)، علامہ رضوان مدنی (دعوت اسلامی، پارس)، مولانا ممتاز حسین (مرکزی خطیب بالاکوٹ) اور دیگر معززین نے شرکت کی۔

دعائے مغفرت

ہفتہ واتوار کی درمیانی شب (6 مئی) میری پھوپھی زاد بہن کا قضائے الٰہی سے انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

اللہ رب العزت مرحومہ کی اور تمام مرحومین کی بے حساب بخشش ومغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مرحومین کے ایصالِ ثواب کی نیت سے ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اور تین مرتبہ سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرمالیجیے۔

طالبِ دعا: سید فرحان فضیلت شاہ کاظمی مشہدی

اہلیان بالاکوٹ کیلیے خوشخبری

ماں کی گود آنیوالی نسلوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے اور پھر رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے

اسی ارشاد نبوی کا مصداق بننے کی نیت سے بالاکوٹ کی خواتین کے لیے قرآن و حدیث سیکھنے سکھانے کی نیت سے ادارہ **جامعہ نور سیدہ آمنہ** للبنات کا قیام عمل میں لایا گیا بحمداللہ تعالیٰ سال رواں میں شعبہ درس نظامی و تجوید میں بائیس (22) جبکہ حفظ و ناظرہ میں نوے (90) طالبات کا داخلہ ہوا جو کہ چار ماہر معلمات کی نگرانی میں علم دین سے اپنا ظاہر و باطن روشن کر رہی ہیں ۔ یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی